Library · Jamia Nagar · J. M. I. ... Delhi

حضرت شاہ اہل اللہ پھلتی قدس سرہٗ

جناب مسعود انور علوی کاکوروی

ابتدائے آفرینش سے اس عالم آب وگل میں ایسی عظیم المرتبت وجلیل القدر ہستیاں بے شمار گذری ہیں جو آغوش خمول وگمنامی سے باہر نہ آسکیں۔ ایسی ہی عظیم المرتبت ہستیوں میں ایک شخصیت شاہ اہل اللہ پھلتیؒ کی بھی ہے جو حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (م ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸-۹ء) کے صاحب زادے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کے برادر خورد ہیں۔ تذکرہ نگاروں اور مورخین نے آپ کے حالات وواقعات کے سلسلے میں کسی قدر سکوت اختیار کیا ہے۔ حد یہ ہے کہ ابتدائی دور کے خانوادۂ ولی اللہی کے سوانح نگاروں نے بھی موصوف کے حالات میں کچھ زیادہ وسعت نظری نہ دکھائی۔ شیخ محمد محسن ترہتی نے حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال کے سو سال بعد "الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی" تالیف کی تو اس میں بھی آپ کے حال میں دو سطریں لکھ کر قلم روک دیا۔

وکان لولی اللہ اخ یسمی الشیخ	شاہ ولی اللہ کے ایک بھائی شاہ
اھل اللہ کان من اھل اللہ	اہل اللہ تھے جو اللہ والے اور
واھل العلم بلی لم یبلغنی	صاحب علم تھے لیکن مجھے ان کے

خبن فوق ان لہ کتاباً لطیفاً فی تخریج احادیث الھدایۃ	حالات کا اس سے زیادہ قطعاً علم نہیں۔ انھوں نے ہدایہ کی احادیث متبرکہ کی تخریج کے سلسلے میں ایک عمدہ کتاب لکھی۔

"حیات ولی" مولفہ مولوی رحیم بخش دہلوی جو صرف خانوادۂ ولی اللّٰہی کے حالات و واقعات اور افادات پر مشتمل ہے اس میں بھی شاہ صاحب کا تذکرہ تقریباً نہیں کے برابر ہے البتہ حضرت شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) کے حال میں ان کے چار عربی مکتوبات بھی درج ہیں جو شاہ صاحب موصوف کے نام ہیں۔ صاحب حدائق الحنفیہ اور تذکرۂ علمائے ہند نے شاہ صاحب کا نام گرامی تک شامل کتاب نہ کیا۔ صاحب نزہتہ الخواطر نے ضرور آپ کا تذکرہ کیا ہے مگر وہ بھی اسی قدر کہ نام معہ ولدیت اور یہ کہ وہ حنفی علمائے ربانیین اور بزرگ ہستیوں میں سے تھے فن طبابت میں ماہر تھے" بعد ازاں آپ کی چاروں تصانیف کی فہرست درج کی ہے۔[۲]

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ملفوظات میں ضرور آپ کا ذکر ملتا ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ مولفین و مورخین کی نگاہوں سے اب تک آپ کے حالات پوشیدہ رہے ہیں۔ واللّٰہ اعلم۔

احقر کے لئے یہ بات بڑی باعث سعادت و مسرت ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے جس قدر حالات و واقعات و افادات حاصل ہوئے یکجا ہدیۂ قارئین کر رہا ہے جو بحمد اللّٰہ اب تک کے تمام سوانح نگاروں کے تذکروں سے کہیں زائد ہیں۔

لہ الیانع الجنی مخطوطہ کتب خانہ انوریہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری۔

۲ہ نزہتہ الخواطر، علامہ سید عبدالحی الحسنیؒ، ۶ : ۲ - ۱۴۱

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

ولادت:

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ؒ (۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء تا ۱۱۳۱ھ / ۱۷۰۸-۹ء) نے دو[۲] شادیاں کی تھیں پہلی شادی سونی پت میں ہوئی جن سے ایک صاحب زادے شیخ صلاح الدین[۳] پیدا ہوئے اور دوسری شادی ۶۰ سال کی عمر میں (۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۱ء) اپنے ایک شاگرد و مرید شیخ محمد صدیقی پھلتی ؒ (۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ء) (والد ماجد شیخ عبید اللہ صدیقی ؒ) کی بڑی صاحبزادی فخر النساء بیگم[۴] سے ہوئی جن سے دو صاجزادے شاہ ولی اللہ ؒ ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲-۳ء تا ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء اور شاہ اہل اللہ ؒ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۸ء تا ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء متولد ہوئے۔ صاحب "القول الجلی" نے شاہ اہل اللہ قدس سرہ کے حالات و افادات بھی بالتفصیل درج کئے ہیں۔ بلکہ آپ کا حال شروع کرنے سے پیشتر لکھا ہے کہ:

> ذکر احوال کرامت اشتمال وکلمات معرفت سمات جامع اوصاف،
> کمال مظہر اسرار ذی الجلال قدوۂ ارباب انتباہ زبدۂ مقربان
> حضرت اللہ حضرت شاہ اہل اللہ سلمہ اللہ کہ برادر خورد علیحضرت
> ایشانند[۵]

نیز آپ کی ولادت کے سلسلے میں ایک واقعہ بھی لکھا ہے کہ:

---

۳ شیخ صلاح الدین صاحب کے نام تک سے اکثر حضرات ناواقف ہیں اور جو جانتے بھی ہیں وہ بھی یہ کہ انھوں نے صغر سنی میں وفات پائی تھی حالانکہ انھوں نے دو رکعت سے گزر کر وفات پائی۔ بڑے ذی علم، باخدا اور باذوق شخص تھے۔ ۱۲ منہ

۴ القول الجلی و اسرار الخفی: ۳۰۔

۵ ایضاً: ۲۰۴۔

قبل از ولادت ایشاں روزے حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ حضرت ایشاں را بنام اہل اللہ ندا فرمودند، خادماں عرض نمودند کہ نام مبارک ایشاں ولی اللہ است وحضرت بایں نام ندا فرمائید۔ فرمودند کہ عنقریب است کہ برادرے ایشاں متولد شود ایں نام وے ست کہ زبان من بآں جاری شدہ است پس بعد چندے ایشاں متولد شدند وبایں نام مسمیٰ گشتند[۴]

ان کی پیدائش سے پہلے ایک روز حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ نے حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) کو اہل اللہ کے نام سے پکارا۔ گھر کے خدام نے عرض کیا کہ ان کا نام گرامی تو ولی اللہ ہے اور حضرت اس نام سے پکار رہے ہیں فرمایا کہ عنقریب ان کا ایک بھائی پیدا ہوگا یہ نام اسی کا ہے جو میری زبان پر جاری ہوا ہے پھر تھوڑے ہی عرصے بعد آپ پیدا ہوئے اور اس نام سے موسوم ہوئے۔

تعلیم و تربیت :

اپنے والد ماجد، بڑے بھائی اور دوسرے اساتذہ سے حاصل کی۔ بچپن سے ہی ذہانت و فطانت جبینِ مبارک سے ظاہر تھی۔ بڑے ذکی و ذہین، نکتہ سنج، صائب الرائے اور متقی و پرہیزگار تھے۔ فقہ، علوم عقلیہ اور فن طب میں ملکہ حاصل کیا۔ بارہ سال کی عمر میں والد ماجد سے مشرف بہ بیعت ہوئے اور اشغال طریقت حاصل کیے۔ اسی سال حضرت شیخ بزرگ کا وصال ہوگیا، چنانچہ بقیہ درسیات کی تکمیل اپنے بڑے بھائی سے کی۔ اپنی فطری استعداد و صلاحیت کی بنا پر جلد ہی کمال کی بلندیوں کو چھونے لگے۔

وازبسکہ فطرتے صافی داشتند بانذک

چونکہ فطرت صافی کے مالک تھے لہٰذا

---

[۴] القول الجلی : ۲۰ ھ۔

توجہ مورد برکات طریقت ومطرح اشعہ انوار حقیقت گردیدند[۳]

ذراسی توجہ سے طریقت کی برکتوں اور انوار حقیقت کی شعاعوں کے مورد بن گئے۔

شیخ محمد عاشق پھلتی رقم طراز ہیں:

والحق کاسمہ اہل اللہ ہستند کہ از ایام صبیٰ در تقویٰ وطہارت وعلم وفضل نشو ونما یافتند فطرتے صافی وطبیعتے پس عالی و ذہنے ثاقب ورائے صائب و فہمے دقیقہ یاب و ذکائے روشن مثل آفتاب می دارند جمیع کتب متداول بر حضرت ایشاں گذرانیدہ فراغ حاصل نمودند۔ درجودت فہم و دقت نظر رتبہ بس عالی دارند[۴]

آپ درحقیقت اسم بامسمیٰ یعنی اہل اللہ ہی ہیں بچپن سے ہی تقویٰ وطہارت اور علم وفضل میں پرورش پائی۔ فطرت صافی طبیعت عالی، ذہن رسائی، صائب الرائی نکتہ سنجی اور روشن فہمی میں آفتاب کے مثل ہیں تمام کتب مروجہ میں حضرت اقدس سے پڑھ کر فراغ حاصل کیا۔ جودت فہم اور باریک بینی میں بلند و اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں۔

حضرت ایشاں نزدیک قصد سفر اول دستار خلافت بر سر ایشاں بستند واجازت ارشاد وبیعت دادند وجانشین حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ ساختند و فرمودند چنانچہ خرقہ ما از حضرت والد قدس سرہٗ

جب حضرت اقدس نے اپنے پہلے سفر کا ارادہ فرمایا تو دستار خلافت آپ ہی کے سر پر باندھی اور اجازت ارشاد وبیعت عطا فرماکر حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کا جانشین کیا اور فرمایا کہ جس طرح ہم کو

---

[۳] القول الجلی: ۴۲۱

[۴] القول الجلی بذکر آثار الولی: ۴۲۰

مسیحہ ہم چناں نا بالیشاں داریم باید کہ یاراں ایشاں را بجائے حضرت بزرگ قدس سرہٗ دانند[۹]

حضرت والد ماجد سے خرقہ پہونچا ہے ہم نے بھی اسی طرح ان کو دیا۔ سب لوگوں کو چاہیئے کہ ان کو حضرت بزرگ قدس سرہٗ کی جگہ پر سمجھیں۔

صاحبِ القول الجلیؒ کے بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ اہل اللہ صاحب کے سر پر دستارِ خلافت اس وقت باندھی گئی جب ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا پہلا سفر حج بہ قول ان کے بیسؔ سال کی عمر میں یعنی ۱۱۳۴ھ میں شروع ہوا تھا۔ اس وقت شاہ اہل اللہ کی عمر ۱۱۱۹ھ ولادت کے حساب سے ۱۵ سال تھی۔

طب میں مہارت :

شاہ صاحب فن طبابت میں جیسا کہ عرض کیا ہے بڑے ماہر تھے گویا وہ بھی میراث تھا کیوں کہ بہ قول حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے

حکمت ہم در خاندانِ ما معمول بود چنانچہ جد بزرگوار و عم فقیر دوائی کردند و والد ماجد و بندہ موقوف ساختہ ایم[۱۰]

ہمارے خاندان میں حکمت (طبابت) کا رواج بھی تھا چنانچہ جد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم) و فقیر کے چچا (شاہ اہل اللہ) بھی مطب کرتے تھے۔ والد ماجد اور میں نے اس کو موقوف کیا۔

فن طبابت کے سلسلہ میں شاہ صاحب کے دوؔ قابل ذکر واقعات یہاں درج کرنا بے محل نہ ہوگا۔ پہلے خواب کے راوی خود آں جناب کے بھتیجے ہیں اور دوسرا خواب آپ کے

---

[۹] القول الجلی بذکر آثار الولی : ۲۲۴۔

[۱۰] ملفوظات عزیزی۔ مطبع مجتبائی میرٹھ : ۲۲۔

ماموں زاد بھائی شیخ محمد عاشق پھلتیؒ نے القول الجلی میں تحریر فرمایا ہے اور غالباً یہی خواب اور واقعہ آپ کے مشغلۂ طبابت میں دلچسپی لینے کے محرک بنے ہوں گے کیوں کہ اس سے پیشتر آپ کو اس مشغلے سے کوئی خاص شغف نہ تھا۔ جیسا کہ خود حضرت شیخ محمد عاشق صاحبؒ فرماتے ہیں :

درطب دستے رسا وحدے شامل در موجز القانون بعضے مسائل ضروریہ کہ از مصنف ماندہ بودند زیادہ کردہ رسالہ درحد خود تمام ووافی ساختند اما باوجود حذاقت دریں فن بمقتضائے بے پروائی معالجات ومداوات مرضے ہر وقت کم می پرداختند[۱]

آن جناب کو طب میں دست رسا اور فراست شامل حاصل ہے ۔ موجز القانون میں بعض ضروری مسائل جو مصنف سے رہ گئے تھے اضافہ کر کے رسالہ کو پورا مکمل کیا لیکن اس فن میں حذاقت کے باوجود بمقتضائے بے پروائی علاج ومعالجہ کی طرف کم متوجہ ہوتے تھے ۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ :

عم من درطب مہارت کمال داشتند روزے درخواب دیدند کہ شخصے می گوید کہ خدا بیمار است دواکن وحضرت والد ماجد فرمودند درحدیث آمدہ کہ روزِ قیامت خدا خواہد گفت کہ من مریض شدم دوا نہ کردی وگرسنہ شدم وتشنہ شدم وعریاں شدم آب وطعام وجامہ ندادی بندہ گوید خدایا تو منزہ ٔ می فرمود کہ فلاں

میرے چچا شاہ اہل اللہ فن طب میں بڑی مہارت رکھتے تھے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیمار ہے اس کا علاج کرو۔ (شاہ صاحب موصوف نے اپنا یہ خواب اپنے بڑے بھائی شاہ ولی اللہ صاحب سے بیان کیا) آنجناب (حضرت والد ماجد) نے فرمایا کہ حدیث شریف

---

[۱] القول الجلی : ۱۴۲ ۔

بندۂ من بیمار بود و گرسنہ بود گویا من بودم[۱۳]

بیمار یا پیاسا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں بیمار تھا تو نے دوا نہ دی۔ میں بھوکا تھا، پیاسا تھا، برہنہ تھا تو نے کھانا پانی اور کپڑا نہ دیا۔ بندہ عرض کرے گا خداوندا تو، تو ان تمام دنیاوی ضرورتوں سے پاک و بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا فلاں بھوکا تھا، تو گویا میں ہی بیمار، بھوکا تھا۔

بڑے بھائی نے اس خواب کی تعبیر یوں کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو یہ تنبیہ ہوئی ہے کہ تم مطب کیا کرو کیوں کہ فن طبابت کی تحصیل کے بعد مطب نہ کرنا اور مخلوق خدا کو فائدہ نہ پہونچانا ویسا ہی ہے جیسا صاحب استطاعت و مقدرت ہوتے ہوئے کسی بھوکے کو کھانا نہ کھلانا یا کسی حاجت مند کی حاجت روائی نہ کرنا، قیامت میں اس پر مواخذہ ہوگا۔

چنانچہ اس کے بعد سے آپ نے طبابت شروع کی اور ایک "واقعہ" کے بعد سے تو اس فن میں اس قدر انہماک و شغف بڑھ گیا کہ شبانہ روز میں وقت نا وقت کوئی مریض بھی آجاتا تو فوراً اس کو دیکھتے تھے۔

روزے در واقعہ دید کہ گویا عزیزے بزرگ بر فیل سوار و در دست قصبہ طولانی وارد آمد و بالیشاں گفت کہ برائے تہنیت شما

ایک روز عالم واقعہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ عزیز جن کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈنڈا ہے ہاتھی پر سوار آئے اور ان سے کہا کہ میں

---

[۱۳] ملفوظات عزیزی : ۳۴۳۔

آمدہ ام و بشارت آوردہ ام کہ خدائے تعالیٰ از علاج شما شفا یافت یا گفت کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام شفا یافت ازیں معنی ایشاں را نہایت فرحت و ابتہاج حاصل شد ازاں وقت خادماں را اجازت دادند کہ ہر وقت کہ کسے مریض بیاید البتہ مرا اطلاع دہید در ہر حال کہ باشم۔

تم کو مبارک باد دینے آیا ہوں اور یہ بشارت لایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے علاج سے شفا پائی یا یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا پائی۔ اس بات سے آنجناب (عم مکرم) کو نہایت مسرت و ابتہاج ہوا اور اسی وقت سے خدام کو یہ حکم دیدیا کہ جس وقت بھی کوئی مریض آ جائے تو مجھے فوراً اطلاع دو میں جس حالت میں بھی ہوں۔

اس واقعہ کے بعد اپنے کو ہمہ وقت مخلوق خدا کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اس اچانک تبدیلی پر کہ کہاں تو فن طبابت سے پہلو تہی کرتے تھے اور کہاں اب کسی دم اس سے الگ نہ ہونا چاہتے تھے اکثر اعزہ و مقربین نے پوچھا تو فرمایا کہ:

معلوم نیست کہ معالجۂ کدام کس درجہ قبولیت یافت در ایام کہ مداوات یک دو فقیر ہم اتفاق افتادہ بودہ شاید بمقتضائے حدیث قدسی مَرِضتُ فلم تعدنی الحدیث بہ نسبت شان این معنی ظہور نمودہ [13]

مجھے نہیں معلوم کہ کس شخص کے علاج سے درجۂ قبولیت حاصل ہوا (جو وہ بزرگ مجھے مبارکباد و بشارت دینے آئے) اس دوران دو ایک فقیروں کے علاج کا اتفاق ہوا تھا شاید بمقتضائے حدیث میں بیمار ہوا تم نے میری عیادت نہ کی، اسی نسبت سے اس معنی نے ظہور کیا۔

Dr. Zakir Husain Library Jamia Nagar

[13] القول الجلی : ۲۲ــــ۴۲۱

شاہ صاحب نہ صرف یہ کہ مطب میں آئے ہوئے مریضوں کو دیکھتے بلکہ ضرورت وقت پڑنے پر ان کے مکانوں پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ:

در وقتیکہ در دہلی کہنہ می ماندم در کوچہ انبیا خانہ رسیدے کنیزکے پوربی جاہلہ بود نماز ہم در عمر خود گاہے نخواندہ و چون مسنہ بود و حق پرورش بر ہمہ صاحب زادگان خود داشت، بسیار خدمت و خاطرش می کردند قریب موت آوازے بلہجہ مشرقی می کرد بفہم کسے نمی آمد حکما و صلحا را طلبیدہ می پرسیدند آخرش نوبت بہ عم من کہ شاہ اہل اللہ نام داشت رسید ایشان دریافتند کہ می گوید لاتخافی ولا تحزنی از مجاورانش گفتند بہ پرسید این لفظ برائے چہ می گویی بعد کوشش بسیار گفت گروہے از من می گویند باز پرسیدند چہ معنی دارد گفت معنی نمی دانم مگر معلوم می شود کہ برائے تسلی من می گویند باز تکلیف دادند کہ از ایشان بپرس کہ از کدام عمل این تسلی می کنند بعد دیرے گفت می گویند ہیچ نماز و روزہ وغیرہ عمل خیر نکردہ مگر روزے برائے روغن رفتہ از بازار

جس زمانہ میں پرانی دہلی میں میں رہتا تھا کوچہ انبیا کے ایک سید کے یہاں ایک پوربن بڑھیا جو ان پڑھ تھی لونڈی کی حیثیت سے پلی تھی عمر میں کبھی نماز تک نہ پڑھی تھی رہتی تھی جب آخری وقت آیا تو پوربی لہجے میں کچھ ایسے الفاظ ادا کرنے لگی جو کسی کی سمجھ میں نہ آتے تھے۔ کئی اطبا صلحا بلوائے گئے۔ جب کسی کی سمجھ میں نہ آیا تو چچا جان (شاہ اہل اللہ) کو زحمت دی گئی۔ آپ نے غور کر کے سنا تو پتہ چلا کہ کہہ رہی ہے "ڈرومت پریشان در نجیدہ نہ ہو" آپ نے گھر والوں سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ یہ الفاظ کیوں کہہ رہی ہے بڑی مشکل سے بولی کہ کچھ لوگ کھڑے ہوئے مجھ سے یہ الفاظ کہہ رہے ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ ان الفاظ کا کیا مطلب ہے بولی یہ تو نہیں جانتی مگر دل کہتا ہے کہ میری تسلی کے لیے کہہ رہے ہیں۔ کہا گیا کہ ان لوگوں سے پوچھو کہ کس کام کے سلسلے میں یہ

دہم مرا آمدہ بوش می کردی یک
روپیہ بر آمدہ اول خواستی کہ پنہاں
داشتہ بکار خود آری چوں اگر کسے را
بجاں این امر نمی دانستے باز ترسیدہ
حوالہ و طلا شرم کردہ بہ صاحبش
تسلیم ساختے این فعل حسن پسند افتاد
بعوض آں بشارت می دہم [1]

قتل دے رہے ہیں۔ تمہارے [illegible]
رہنے کے بعد بولا یہ کچھ سمجھ میں کہ تو نے
زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا مگر ایک
دن سردی کے موسم میں تو بازار سے گھی
لے کر گھر آئی اور اسے گرم کیا تو اس میں
سے ایک روپیہ نکلا تھا۔ پہلے تیری یہ نیت ہوئی
کہ یہ روپیہ ہضم کرے کیوں کہ کسی کو اس کی
خبر نہ تھی مگر پھر اللہ کے خوف سے تو نے
وہ روپیہ دوکان دار کو لے جا کر واپس
کر دیا۔ تیرا یہی فعل پسند آگیا اور اسی
کے بدلہ یہ بشارت دے رہے ہیں۔

ایک دوسرا واقعہ بھی انھیں کی زبانی ملاحظہ ہو:

درہموں وقت وہموں جا بزرگے بود
در مرض موت باعم موصوف رفتیم
آں بزرگ بہ طور سبحہ گردانی انگشتاں
را می گردانید و چنانچہ بعد صد شمارہ
را می کشند می کشید چو عم شما انگشتاں
را مطابق کرد بعد صد گردانیدن و
کشیدن صادق می آمد گفتند کار نیکو

(ایک بار ایک مریض کے گھر جاتے
وقت شاہ عبدالعزیز صاحب کو
بھی جو اس وقت بچے تھے ساتھ
لیتے گئے) مریض ایک بزرگ تھے
مرض الموت سے دوچار تھے غفلت
طاری تھی مگر ہاتھ کی انگلیاں اس
طرح چلا رہے تھے گویا ہاتھ میں تسبیح

---

[1] ملفوظات عزیزی : ۱۳-۱۲۔

راہما ورہ ساختن بہ کار می آید و بقصد ہم فعل بوقوع می آید بعد ملکہ چنانچہ گذشت؎

ہو اور ایک تسبیح پوری کرکے دوسری شروع کرتے وقت امام کو درست کرتے ہوں۔ جب میرے چچا نے حساب کیا تو ٹھیک سو دانے گننے کے بعد وہ امام کو درست کرتے تھے۔ شاہ اہل اللہ فرمانے لگے کہ ٹھیک کام کا محاورہ پڑجانا بھی بڑے کام آتا ہے کہ بے ارادہ و بے ہوشی میں بھی وہ کام انجام پا رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

؎ ملفوظات عزیزی : ۱۳۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ

جناب پروفیسر مولانا سعید احمد اکبر آبادی

کی نئی پیشکش

اس کا مطالعہ کرکے اس سے استفادہ فرماویں

۲۴۴ صفحات ، قیمت مجلد ریگزین

-/42 روپے

ندوۃ المصنفین ، اردو بازار دہلی